Fikr-o-Nasar (Islamabad) 2:8 (1965)

هبه علی الاولاد

امجد علی

[مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی سے هبه علی الا ولاد کے سلسلے میں ایک مسئلے کے بارے میں رجوع کیا گیا تھا - محترم مفتی امجد علی صاحب رکن ادارہ نے اس استفسار کا بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے - اور هبه علی الاولاد کی اس خاص شق پر بحث کرتے ہوئے فریقین کے دعاوی کا محاکمہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ هبه کے اس طریقے سے لڑکیوں کو ترکہ سے محروم کرنا ناجائز ہے - ہم وہ استفتا اور اس کا جواب شائع کر رہے ہیں]

(مدیر)

استفتا

مکرمی و محترمی - سلام مسنون

حسب ذیل مسئلہ کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں رہنمائی کرکے عنداللہ ماجور ہوں -

ہمارے ملک پاکستان میں جب سے شریعت ایکٹ کا نفاذ ہوا ہے اور لوگوں کی میراث اسلامی قانون کے مطابق تقسیم کے ہونا شروع ہوئی ہے- زمیندار طبقه نے اس کی زد سے بچنے کے لئے اور اپنے آباؤ اجداد کے مخصوص رواج پر کاربند رہنے کی خاطر اپنی جائداد زرعی زمین کو اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹوں کے نام بذریعه هبه منتقل کرنا شروع کردی ہے تاکہ لڑکیاں بعد از وفات والد کے ترکہ سے حصه نه پاسکیں- یه حربه اتنا کارگر ہے کہ شریعت ایکٹ کے نفاذ کے باوجود اس حربه سے اسلامی قانون وراثت عملاً معطل ہو کر رہ جاتا ہے اور معاشرہ کا عمل درآمد ہندو رواج کے مطابق ہی رہتا ہے -

مثال کے طور پر زید ایک شخص ہے جو کہ ۱۰۰ ایکڑ اراضی کا مالک تھا۔ اس کی اولاد چار بیٹے اور دو بیٹیاں ھیں۔ ایک بیوی بھی ہے۔ اس نے ۱۹۵۲ءمیں اپنی ۸۰ ایکڑ اراضی اپنے چار بیٹوں کے نام منتقل کردی۔ تحصیلدار نے انتقال تصدیق کرتے وقت از خود واھب سے پوچھا کہ تیری کوئی لڑکی بھی ہے؟ اس نے اعتراف کیا کہ میری دو لڑکیاں ھیں۔ پھر افسر مجاز نے پوچھا کہ آیا تم ان کو بھی کچھ دے رہے ہو؟ اس نے بیان دیا کہ بقایا ۲۰ ایکڑ اراضی میں نے اپنی دختر کے لئے محفوظ کرلی ہے۔ چنانچہ یہ الفاظ افسر مجاز نے انتقال تصدیق کرتے وقت انتقال میں درج کردیئے۔ ۱۹۵۸ءمیں زید پھر لڑکوں کے دباؤ میں آگیا یا اس نے مزیدقانونی واقفیت حاصل کرلی اور بقایا ۲۰ ایکڑ اراضی بھی اپنے بیٹوں کو بذریعہ ھبہ منتقل کردی۔ اس طرح اس نے اپنی لڑکیوں کو اپنی جائداد سے بالکل محروم کردیا۔ یہ ایک مثال ہے ویسے اس طرح اکثر لڑکیوں کو ان کے حق میراث سے محروم کیا جارہا ہے۔

مروجہ قانون ایسی مظلوم لڑکی کی کوئی مدد نہیں کرتا اور بعض علماء بھی ایسے ھبہ کو از روئے شریعت جائز سمجھتے ھیں۔ وہ کہتے ھیں کہ یہ فعل عنداللہ گناہ ہے مگر قانوناً جائز ہے۔ اس کے برعکس اھل السنت والجماعت کے تمام مذاھب کا اگر گہرا مطالعہ کیا جائے تو بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ اور معتبر کتابیں ایسی بھی موجود ھیں جو ایسے ھبہ کو باطل اور کالعدم قرار دیتی ھیں۔

لہذا پوری تحقیقات کرکے تشفی بخش رہنمائی سے فیض یاب فرمائیں۔

احقر العباد

محمد اسلم چیمہ،

الشرکت الاسلامیہ

بھوپال والا (ضلع سیالکوٹ)

جواب

باسمہ تعالیٰ

ھبہ علی الاولاد بطریقۂ تفضیل و ترجیح کے مسئلہ میں فقہاء سلف نے جن احادیث و آثار سے استدلال کیا ہے، وہ ہم ذیل میں پیش کرتے ھیں - اس کے بعد اس مسئلہ میں ہر گروہ کا مسلک پیش کرتے ہوئے حقیقت امر کا انکشاف پیش کریں گے -

"عن عامر قال سمعت النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما وھوا علی المنبر یقول اعطانی ابی عطیة فقالت عمرة بنت رواحة لا ارضی حتی تشہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی اعطیت ابنی من عمرہ بنت رواحة عطیة فامرتنی ان اشہدک یا رسول اللہ صلعم قال اعطیت سائر والدک مثل ھذا ؟ قال لا قال فاتقوا اللہ و اعدلوا بین اولادکم - قال فرجع فرد عطیتہ - (۱)"

یعنی عامر کہتے ھیں کہ میں نے نعمان بن بشیر رض کو منبر پر فرماتے سنا کہ میرے والد (بشیر رضی اللہ عنہ) نے مجھے عطیہ دیا۔ پس عمرہ بنت رواحہ نے ان سے کہا کہ اس وقت تک میں اس پر راضی نہ ہوں گی جب تک تم اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواھی نہ کرادو گے - چنانچہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ میں نے اپنے لڑکے کو جو عمرہ بنت رواحہ سے پیدا ہوا ہے عطیہ کیا ہے اس نے مجھ کو حکم دیا کہ یا رسول اللہ آپ کو اس ھبہ (عطیہ) پر میں گواہ کردوں ۔ حضور نے فرمایا کیا تم نے اپنی باقی تمام اولاد کو اسی طرح عطیہ (ھبہ) کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں - حضور انور نے فرمایا خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل اختیار کرو -

---

(بخاری بر حاشیہء فتح الباری جلد ۵ مطبوعہٴ مصر صفحہ ۱۳۲ کتاب الھبہ باب الاشھاد) ...

نعمان رض نے کہا لہذا انہوں نے رجوع کرکے اپنا عطیہ واپس لے لیا ۔

یہ حدیث بخاری رح نے کئی بابوں میں مختلف اسناد سے نقل کی ہے ۔ چنانچہ کتاب الشہادت میں عبداللہ ابن مبارک سے روایت کی ہے نیز دیگر محدثین نے بھی اس کو کثرت سے روایت کیا ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :

مسلم نے کتاب الفرائض میں بہ روایت مالک و ابو بکر ابن ابی شیبہ و اسحاق ابن ابراهیم و ابن عمر و قتیبہ و محمد ابن رمح و حرملہ و اسحاق ابن ابراهیم و عبد بن حمید اور ابو بکر بروایت علی و محمدابن ابراهیم و محمدابن المثنی و احمد ابن عثمان ۔ اور ترمذی رح نے کتاب الاحکام میں نصر ابن علی و سعید ابن عبدالرحمن سے ۔ نسائی رح نے کتاب النحل میں محمد ابن منصور و سفیان و محمد ابن مسلمہ و حارث ابن مسکین سے بروایت عبدالرحمن ابن قاسم و مالک و ولیدابن مسلم و قتیبہ بواسطہ سفیان و عمر و بن عثمان ۔ اور ابن ماجہ رح نے کتاب الاحکام میں ھشام ابن عمارو و شعبی سے ۔ اور ابو داؤد رح نے کتاب البیوع میں احمد ابن حنبل سے ۔ نیز نسائی نے محمد ابن مثنی و محمد ابن عبدالملک و موسی ابن عبدالرحمن و ابو داؤد الحرانی سے بھی ۔ اور ابن ماجہ نے کتاب الاحکام میں بکر ابن خلف سے بھی ۔ ان تمام روایات میں حدیث کا وہ حصہ جس میں غلام کے ھبہ و عطیہ کرنے کا تذکرہ ہے کہ حضرت نعمان کی والدہ کی فرمائش پر ان کے والد نے یہ غلام ھبہ کیا تھا یکساں ہے ۔ صرف آخری حصہ میں الفاظ کا اختلاف ہے جس کو ہم یہاں نقل کرنا ضروری خیال کرتے ھیں ان روایات میں مجموعی طور پر مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کئے گئے ھیں ۔

(**فاتقوا اللہ واعد لوا بین اولادکم**) ۔ خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو ۔ (**فارجعه**) یعنی رجوع کرلو ۔ (**فارددہ**) واپس کرلو ۔ (**قال لا تشہدنی علی جور**) فرمایا ظلم پر مجھکو گواہ نہ بناؤ ۔ (**لااشہد علی جور**) میں ظلم پر شاھد نہیں بنتا ۔ (**فلاتشہدنی اذا فانی لا اشہد علی جور**) یعنی ایسی حالت میں مجھے شاھد نہ بنا کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بننا چاھتا ۔ (**فانی لا اشہد علی جور لیشہد علی ھذا غیری**) میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا

میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بناؤ — **(فاشهد علیٰ هذا غیری)** پس اس پر میرے علاوہ کسی دوسرے کو گواہ بنالو — **(فلیس یصلح هذا وانی لا اشهد الا علیٰ حق)** یہ درست نہیں ہے — میں حق کے سوائے کسی شئے پر شاھد نہیں ہوتا — **(لا اشهد الا علی الحق)** میں شاھد نہیں بنتا ہوں مگر حق پر — **(فکرهه ان یشهد له)** پس آپ نے انکے لئے شہادت کو مکروہ خیال فرمایا — **(اعدلوا بین اولادکم فی النحل کما تحبون ان یعدلوا بینکم فی البر)** اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو بخشش میں جس طرح تم کو یہ پسند ہے کہ وہ تمہارے ساتھ نیکی میں عدل کریں — **(ان لبنیک علیک من الحق ان تعدل بینهم ولا تشهدنی علیٰ جور آیسرک ان یکونوا الیک من البر سواءً قال بلیٰ قال ولا اذا)** تم پر تمہاری اولاد کا حق ہے یہ کہ تم ان کے درمیان عدل کرو اور مجھکو جور پر شاھد نہ بناؤ کیا تم کو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ وہ سب تمہارے ساتھ نیکی کرنے میں مساوی ہوں عرض کیا ہاں حضور نے فرمایا تو اس وقت یہ فعل ہی (درست) نہیں — **(لهم علیک من الحق ان تعدل بینهم کما ان لک علیهم من الحق ان یبروک)** انکا تم پر یہ حق ہے کہ انکے درمیان تم عدل کرو جس طرح تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے ساتھ برابر کا سلوک کریں — **(الا سویت بینهم)** تم نے انکے درمیان مساوات کیوں نہ کی — **(سووا بینهم)** ان کے درمیان برابری کرو — **(سووا بین اولادکم فی العطیه فلو کنت مفضلا احدا لفضلت النساء)** اپنی اولاد کے درمیان میں مساوات اختیار کرو عطیہ میں۔ پس اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو عورتوں کو دیتا (۲)۔

یہ وہ روایات ہیں جن کے الفاظ سے فقہاء سلف نے اپنے اپنے مسلک پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ فریق اول یعنی امام ثوری و لیث ابن سعد و قاسم ابن عبدالرحمن و محمد ابن منکدر و ابوحنیفہ و ابو یوسف و محمد ابن حسن و شافعی اور ایک روایت میں احمد ابن حنبل رحمہم اللہ کا یہ قول ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی صحت و تندرستی کی حالت میں اپنی بعض اولاد کو ترجیح و فضیلت دوسرے بعض پر دے کر عطیہ (ہبہ) کرے تو یہ دیانۃً مکروہ ہے لیکن حکماً

---

(۲) فتح الباری جلد ۵ مطبوعہ مصر ص ۱۳۴ کتاب الہبہ عمدۃ القاری جلد ۹ ص ۲۷۲ مطبوعہ مصر۔

و قضاءً درست ہوگا ۔ حنفیہ کے اس کراہت میں دو قول ہیں یہ کہ مکروہ تنزیہی ہو یہ کہ مکروہ تحریمی ہو لیکن بحر الرائق نے مکروہ تحریمی ہونے ہو یہ کہ مکرہ تحریبی ہو لیکن بحر الرائق نے مکروہ تحریمی ہونے کو ترجیح دی ہے ۔ (۳)

ان حضرات کا طریقہ استدلال یہ ہے کہ حدیث مذکور کی تمام عبارات حکم اور فیصلے کی نوعیت نہیں رکھتیں بلکہ نصیحت و امربالمعروف کی حیثیت رکھتی ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ‌وسلم کا یہ مقصود ہے کہ یہ تفصیل مکروہ ہے ۔ ایسا کرنے والا اس ثواب کامستحق نہیں ہوگا جو وہ اپنے ہبہ سے مقصود رکھے گا ۔ امام شافعی رحمہ" اللہ علیہ نے خصوصیت سے جس روایت یا روایات یہ الفاظ ہیں سے استدلال کیا ہے، اس کے میرے علاوہ اس پر کسی دوسرے کو گواہ بنالو اس کی رو سے اپنے مسلک پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر یہ ہبہ درست نہ ہوتا تو آنحضرت صلعم یہ نہ فرماتے کہ کسی دوسرے شخص کو گواہ بنالو کیونکہ جو فعل باطل ہو اس پر نہ خود کا گواہ بننا درست ہے نہ کسی دوسرے کا (۴)

دیگر حضرات کا استدلال اس طرح ہے کہ حضرت نعمان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے قبل اپنے ہبہ کو نافذ و قطعی نہ کیا تھا بلکہ مشورہ لینے کے لئے حضور کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے تھے آپ نے مشورہ دیا اور حضرت بشیر نے اس پر عمل پیرا ہوکر ہبہ سے رجوع کرلیا ۔

(۲) یہ کہ نعمان بالغ تھے انہوں نے ابھی تک اس عطیہ پر قبضہ نہ کیا تھا ۔ ہبہ نا تمام تھا اور ایسی صورت میں واہب کو رجوع کرنے کا حق ہوتا ہے ۔

(۳) یہ کہ آنحضرت نے حضرت بشیر کو یہ حکم دیا کہ رجوع کرلو اور یہ حکم اسی وقت صحیح ہوگا کہ جب ہبہ کا عقد منعقدہ و صحیح تسلیم

(۳) بحر الرائق جلد ۷ کتاب الهدیه مطبوعہء مصر ۔
(۴) فتح الباری جلد ۵ ص مذکورہ حاشیہ (۱) ۔

کیا جائے ۔ ہبہ باطل ہونے کی صورت میں رجوع عن الہبہ بے معنی چیز ہے ۔

(۴) ایک روایت کے الفاظ کہ ” میرے علاوہ کسی دوسرے کو شاہد بناؤ “ ان سے آنحضرت نے ظاہر فرمایا ہے کہ میں حاکم وقت ہوں میرے لئے کسی مقدمہ میں شہادت غیر مناسب ہے کیونکہ حاکم وقت کی شان حکم دینا فیصلہ کردینا ہے نہ کہ ادائے شہادت ۔

(۵) ایک روایت میں آنحضرت کا یہ فرمانا کہ ” تم ان کے درمیان مساوات کیوں نہیں کرتے ۔ “ یہ طرز عبارت استحباب پر دلالت کرتا ہے ۔

(۶) جس روایت میں تسویہ کا حکم بصیغہ امر دیا گیا ہے اس روایت میں جو الفاظ محفوظ طریقہ پر مروی ہیں وہ (سووا) کی بجائے (قاربو) کے الفاظ ہیں اور مقاربت کسی فریق کے نزدیک واجب نہیں لہذا تسویہ بھی واجب نہیں ۔

(۷) جن روایات میں مساوات فی الہبہ کو اولاد کے احسان و سلوک للاباء کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے وہ اس امر کی دلیل ہیں کہ جس طرح اولاد پر والدین کے حق میں احسان میں تسویہ واجب نہیں اسی طرح والد پر اولاد کے حق میں تسویہ ضروری نہیں ۔

(۸) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا فعل بھی اس امر کی دلیل ہے کہ عدم تفضیل بعض علی البعض مستحب و مندوب ہے واجب نہیں ہے ۔ چنانچہ بیہقی جلد ۶ مطبوعہ حیدر آباد دکن ص ۱۷۸ میں حضرت ابوبکر رض سے اس طرح مروی ہے

(عن عروة بن الزبير ان عائشة قالت كان ابوبكر رضى الله عنه نحلنى جداداً عشرين وسقاً من ماله فلما حضرته الوفات جلس فاحتبىٰ ثم تشهد ثم قال اما بعد اى بنية ان احب الناس الى غنى بعدى لانت و انى كنت نحلتک جواد عشرين وسقاً من مالى فوددت والله لو انک كنت خزنته وجدته ولكن انما هو اليوم مال الوارث و انما هما اخياک فقالت يا ابتاه هذه اسماء فمن الاخرىٰ قال ذو بطن ابنت خارجة اراها جارية فقلت لو اعطيتنى ماهوا كذا لوددته الى كذا اليک)

خلاصه ترجمه یه ھے که حضرت ابوبکر رض نے حضرت عائشه رض کو بیس وسق کھجوریں ھبه کی تھیں ۔ جب آپ کی وفات کا وقت آ پہنچا تو حضرت ابوبکر نے حضرت عائشه رض سے حمد و نعت کے بعد فرمایا ۔ میری بچی میں نے تم کو بیس وسق کھجوریں ھبه کی تھیں اور مجھے یه محبوب تھا که تم لوگوں کی نسبت سے میرے بعد زیادہ غنیٰ کی حالت میں ھو کاش تم ان کو توڑ کر اپنے پاس جمع کر لیتیں ۔ اب یه تمام وارثوں کا مال ھوگیا - ان میں دو تمہارے بھائی اور دو تمہاری ھمشیرگان ھیں ۔ حضرت عائشه نے عرض کیا والد صاحب ایک بہن تو یه حضرت اسماء ھیں لیکن دوسری بہن کو میں نه جان سکی وہ کون ھے ۔ فرمایا بنت خارجه کے پیٹ میں جو بچه ھے میرا گمان ھے که وہ لڑکی ھے حضرت عائشه نے عرض کیا که آپ نے مجھے جو کچھ عطا فرمایا ھے وہ خواہ کتنا ھی کیوں نه ھوتا میں وہ بھی آپ کو واپس کر دیتی ۔(۵)

نیز حضرت عمر رض نے حضرت عاصم کو اور حضرت ابن عوف نے ام کلثوم کو اپنی دوسری اولادوں پر ترجیح دی اور اسی طرح حضرت ابن عمر رض نے و عبدالرحمن ابن قاسم نے ۔ (۶)

اس کے مقابله میں فریق دوم یعنی حضرت طاؤس و عطا ابن ابی رباح و مجاھد و عروہ و ابن جریج و نخعی و شبعی و ابن شبرمه و بروایت مرجع ابن حنبل و اسحق یه فرماتے ھیں که ھبه باطل واجب الرد ھوگا ۔ ایک روایت امام ابو یوسف رح سے بھی واجب الرد ھونے کی اس صورت میں منقول ھے جبکه والد نے اپنے تفضیلی عمل سے دوسری اولاد کو ضرر پہنچانے کی نیت سے ھبه کیا ھو ۔ (۷)

اس فریق کا استدلال مذکورہ روایات کے ان الفاظ پر مبنی ھے جو بصیغه امر وارد ھوئے ھیں مثلاً (فارجعه) یا (فاردده) یا جن الفاظ میں

(۵) بیھقی جلد ۶ ص ۱۷۸ مطبوعه دکن و فتح الباری جلد ۵ ص ۱۳۴ مطبوعه مصر و عمدة القاری جلد ۶ ص ۲۷۲ مطبوعه مصر ۔

(۶) بحواله مذکورہ ص سابقه ۔

(۷) بحواله فتح الباری و عمدة القاری جلد و صفحه سابقه ۔

تشدید موجود ہے - ظاہر ہے کہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے اور جن میں اس فعل پر سختی سے ممانعت موجود ہے وہ بھی وجوب رجوع کی دلیل ہے خصوصاً جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جور قرار دیا ہو - جو شریعت میں کتاب اللہ و سنت رسول دونوں کے لحاظ سے حرام ہے - ارتکاب حرام معصیت ہے اور معصیت سے باز رکھنا واجب ہے - اور ان تمام دلائل کا جواب جو فریق اول نے اپنے مذہب پر پیش کئے ہیں یہ ہے کہ :

(۱) روایات کی اکثریت اس امر کو واضح کر دیتی ہے کہ نعمان رض کے والد حضرت بشیر اپنی زوجہ عمرہ بنت رواحہ کی فرمائش پر غلام قطعاً ہبہ کر چکے تھے لیکن نعمان کی والدہ حضرت عمرہ کو اس ہبہ کی تسجیل و توثیق بذریعہ ایک اعلی شہادت کے مطلوب تھی تا کہ آئندہ کسی موقع پر حضرت بشیر کے دیگر وارث مزاحمت نہ کر سکیں -

( ) حضرت نعمان کے بالغ و کبیر ہونے کا قول بھی غیر صحیح ہے ! اس لئے کہ روایات میں حضرت نعمان کے اپنے الفاظ اس طرح منقول ہیں (فاخذ بیدی وانا یومئذ غلام) ایک روایت میں ہے (قال جاء بی ابی یحملنی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پس میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں اس وقت لڑکا تھا - (۲) فرمایا میرے والد مجھکو اٹھائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے - ان دونوں عبارتوں سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نابالغ صغیرالسن تھے -

(۳) یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رجوع کرلو، ہبہ کی صحت پر دلالت کرتا ہے-لیکن یہ استدلال بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ تم نے اپنے خیال میں جو فعل جائز وصحیح سمجھتے ہوئے کیا ہے وہ غیر صحیح ہے قابل رجعت ہے -

(۴) یہ کہنا کہ حضور کا فرمانا '' میرے علاوہ کسی دوسرے کو گواہ بنا لو ،، یہ بھی اس کی دلیل نہیں کہ اس سے صحت ہبہ کی اجازت مراد لی جائے بلکہ یہ عبارت جس طرح آپ کے نزدیک اجازت پر دلالت کرتی ہے اسی طرح ایسی عبارت توبیخ کےلئے بھی استعمال ہوتی ہے جس سے متکلم کا مقصود مخاطب کو تنبیہ و تخویف کرنا ہوتا ہے نیز یہ معنی بھی ہوسکتے

ہیں کہ تم میرے علاوہ کسی کو گواہ بنالو لیکن یہ گواہی تمہارے مفید مطلب نہ ہوگی کیونکہ شرعاً یہ فعل درست ہی نہیں ہے جس طرح حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہ رض سے فرمایا تھا جب کہ بریرہ رض کے آقا ولاء کی شرط اپنے لئے رکھنا چاہتے تھے '' شرط کرلو ،، کیونکہ جو شرط ناجائز ہو اس کے کرنے سے وہ ناقابل اعتبار متصور ہوگی اس کا کوئی اثر مرتب نہ ہوگا ۔

(۵) آپ کا ایک روایت کی اس عبارت سے (تم ان کے درمیان مساوات کیوں نہیں اختیار کرتے) ہبہ کی صحت و استحباب رجعت پر استدلال اس وجہ سے ضعیف ہے کہ دوسری روایت میں یہی عبارت بصیغۂ امر وارد ہوئی ہے جس کا ترجمہ اس طرح ہوگا '' ان کے درمیان مساوات اختیار کرو یا برابری کرو ،،۔

(۶) یہ کہنا کہ جس روایت میں (سووا) کا لفظ آیا ہے' اس میں محفوظ طریقہ پر جو لفظ مروی ہے وہ (قاربوا) کا لفظ ہے لہذا مقاربت ان الفاظ کے پیش نظر کسی فریق کے نزدیک واجب نہیں تو پھر مساوات بھی واجب نہ ہونا چاہئے ۔ یہ فرمانا اس لئے درست نہیں کہ جو عدل و مساوات کو واجب قرار دیتے ہیں وہ (قاربوا) کو (سووا) کے معنی ہی پر محمول کرتے ہیں نیز اسی روایت میں اس فعل پر (جور) و (غیر حق) کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے جو (قاربوا) بمعنی (سووا) ہونے کی دلیل ہے ۔

(۷) حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے استدلال کہ اگر بطریقۂ تفضیل ہبہ صحیح نہ ہوتا تو یہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تفضیل فی الہبہ کا عمل نہ کرتے ۔ اس کے جواب میں اتنا پیش کردینا کافی ہے کہ حضرات ابو بکر رض نے یہ ہبہ اپنی صحت و عافیت کے وقت میں کیا تھا ۔ ہوسکتا ہے کہ اس وقت آپ کی نیت یہ ہو کہ اس کے بعد دیگر ورثاء کو یکے بعد دیگرے اس طرح عطیات کردیں گے ۔ چونکہ حضرت عائشہ دوسری اولاد کے مقابلہ میں دو سبب کی بنا پر عطیہ میں تقدم کا حق رکھتی تھیں اولاً یہ کہ آپ ازواج مطہرات میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب تر زوجہ تھیں' علم و فضل و اشاعت دین میں آپ کا بڑا

حصه تھا دوم یہ کہ آپ بیوہ ہوچکی تھیں لیکن دوسری اولاد کو ہبہ کرنے سے قبل ہی وقت وفات آ پہنچا اور اس وقت اس ہبہ کی شکل جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کیا گیا تھا تبدیل ہوکر تفضیل البعض علی البعض کی شکل پیدا ہوگئی اور یہ ناجائز تھا چنانچہ آپ نے اسی عدم جواز کی بنا پر رجوع فرمالیا ۔

باقی رہا حضرت عمر رض و حضرت ابن عوف و عبداللہ ابن عمر کے آثار، ان میں بھی یہی احتمال ہے کہ دیگر ورثا نے اس ترجیح و تفصیل پر اظہار رضامندی کردیا ہو اور ہماری گفتگو اس صورت میں ہے جب کہ دیگر ورثاء اپنی خوشنودی و رضا کا اظہار نہ کریں ۔

(مسلسل)

* * * * *

مرکزی ادارۂ تحقیقات اسلامی

کی پیش کش

امام قشیری کے تین نایاب رسالوں کا مجموعہ

الرسائل القشیریه

قیمت : دس روپے

ملنے کا پتہ

ناظم نشرو اشاعت ، مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی

حیدر علی روڈ ، کراچی نمبر ۵ - پوسٹ بکس نمبر ۳۱۰۷